مسلم تہذیب وثقافت میں فنون لطیفہ کی حیثیت

ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب *
کرن مشکبار فاطمہ **

Islamic culture and civilization is neither related to any region nor race but it is purely Quranic Civilization based on ideology of Islam. This study, deals with the notion that whether art is permitted is Islam or otherwise. In this study, basis of art in Quran, Sunnah and position of it in current era are also discussed.

Art can be divided into three types with respect to its usage: 1) Worship; when art is for Allah. 2) Mubah; when art is for enjoyment remaining in the limits of reason. 3) Haram; when art is for sexual anarchy and evil practices. The period of Khilafat-e-Rashida, Umayyad, Abbasids, Safwid, Uzbic, Indian, Turk (Usmani) are the various forms of Islamic art in different times. Religion does not break links with life but it deepens the relationship between man and life. Isolating culture from religion, and expelling it from religious activities, is not something useful. Islam prohibits vulgarity but allows other healthy activities. Music, poetry, painting, architecture and other forms of art have been in vogue throughout the Islamic history though not appreciated generally.

تہذیب کے لغوی واصطلاحی معنیٰ

تہذیب وثقافت کے معنیٰ ومفہوم کو معلوم کرنے کے لئے عربی، اردو اور انگریزی لغات سے جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

"التهـذيـب هـذب الشيئ يهـذبـه هذباً وهذبه اى نقاه واخلصه وقيـل اصلحه، واصل التهذيب تنقيه الحنظل من شحهه و معالة حبه حتى تهذهب مرارته ويطيب لأكله" (1)

* ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور
** ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

قاموس المحیط میں بھی اس سے ملتے جلتے معنیٰ ہیں:

"**هذب يهذب هذبا قطعه نقاه و اخلصه وقيل الصلحه**" (2)

پروفیسر ظہور احمد اظہر لکھتے ہیں:

''یہ لفظ عربی زبان سے اردو میں آیا ہے اس کے اصل معنیٰ ہیں درخت کو کانٹ چھانٹ کر سنوارنا اور علم و ادب کے ذریعے اخلاق و کردار درست کرنا اور شائستہ کرنا''۔(3)

فیروز اللغات اردو میں ہے کہ ''تہذیب کے معنیٰ شائستگی وخوش اخلاقی کے ہیں''۔(4)

آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کے معنیٰ درج ذیل ہیں:

انگریزی میں تہذیب کے لئے Civilization کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Civilization کے دو معنیٰ ہیں:

1. An advanced stage of system of social development.
2. People or nation regarded as an element of social evaluation. (5)

اصطلاحی معنوں میں کسی معاشرے کی با مقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔

بقول سید سبط حسن:

''تہذیب معاشرے کے طرز زندگی اور طرز فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے۔ چنانچہ زبان، آلات و اوزار، پیداوار کے طریقے، سماجی رشتے، فنون لطیفہ، علم و ادب، خاندانی تعلقات وغیرہ سب تہذیب کے مختلف مظاہر ہوتے ہیں''۔(6)

درج بالا تعریفات سے تہذیب کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ واضح ہوئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں سید ابوالاعلیٰ مودودی رقم طراز ہیں:

''لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی قوم کی تہذیب نام ہے اس کے علوم و آداب، فنون لطیفہ، اطوار و معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست کا مگر حقیقت میں یہ نفس

تہذیب نہیں ہے یہ سب باتیں تہذیب کے نتائج اور مظہر ہیں۔ ان سب کو چھوڑ کر ہمیں ان کی روح تک پہنچنا چاہئے۔تہذیب کے درج ذیل پانچ عناصر ترکیبی ہیں۔(۱) دنیوی زندگی کا تصور (۲) زندگی کا نصب العین (۳) عقائد و افکار (۴) تربیت افراد کے اصول (۵) نظام اجتماعی کے اصول''۔(7)

درج بالا پانچ عناصر کے تصور سے تہذیب بنتی ہے اور ان کے بدلنے سے تہذیب بدل جاتی ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی کے بقول:

''اسلامی تہذیب دراصل روشنی کا مینار ہے۔اس تہذیب کی بنیاد ظن وتخمین کی بجائے علم ویقین پر ہے،تصور رسالت سے اسلامی تہذیب کو پائیداری نصیب ہوتی ہے اور درحقیقت کسی بھی تہذیب کے لئے جاندار روح صرف تصور رسالت ہی ہوسکتی ہے۔اللہ نے نبی پاکؐ کو آخری نبی بنا کر بھیجا تو اسلامی تہذیب کو آخری زندہ تہذیب بنایا''۔(8)

ثقافت کا معنیٰ ومفہوم

عربی میں ثقافت کا لفظ درج ذیل مفہوم کے لئے آتا ہے:

''ثقفا و ثقافة صار حازقاً خصیفاً فهو ثقف و ثقف و ثقیف'' (9)

ابن منظور ثقافت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

''ثقف الشیئ ثقفاً و ثقافاً و ثقوفة جذقةٍ'' (10)

اردو میں ثقافت کا لفظ درج ذیل معنوں میں آتا ہے:

''عقلمند ہونا، نیک ہونا،تہذیب، کلچر''۔(11)

اردو تلمیحات واصطلاحات میں کلچر کا لفظ درج ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

''کاشتکاری، کسی چیز کو ترقی دینا،تعلیم وتربیت، کسی قوم کی تہذیب وثقافت''۔(12)

انگریزی میں ثقافت کے لئے لفظ Culture استعمال ہوا ہے۔انگریزی لغت میں کلچر کے معنی اس طرح ہیں:

1. Worship.
2. The action and practice of cultivation.
3. The cultivation of rearing of plant or crop. (13)

Encyclopedia of Americana میں Culture کی تعریف اس طرح ہے:

"Culture- to describe the distinctive human moded of adopting to the environment modling nature to conform to mans desires and goals". (14)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے بقول:

''ثقافت کلچر کا سب سے معروف اور مروج اردو متبادل لفظ ہے، عربی کا یہ لفظ ث۔ق۔ف کے مادے سے ہے۔اس کے لغوی معنیٰ ہیں پالینا، سیدھا کرنا وغیرہ، کلاسیکل عربی ادب میں ثقافت کا لفظ موجودہ کلچر کے معنیٰ میں شاذ ہی استعمال ہوا ہے''۔(15)

ڈاکٹر نصیر احمد کے نزدیک:

''ثقافت انسان کے جمالیاتی شعور کی بیداری اور اس کی اپنی فطری آرزوئے حسن کو پورا کرنے کی حسین و بوقلموں کوششوں اور ان کے حاصل سے عبارت ہے''۔

مزید لکھتے ہیں کہ ''اردو میں مخصوص ثقافت کی اصطلاح کے ساتھ ایک عبرت ناک حادثہ پیش آیا ہے کہ وہ اپنے معانی کی رفعت و وسعت سے محروم ہو کر محدود مفہوم میں استعمال ہونے لگی اور مدرسہ سے نکل کر نگار خانے میں چلی گئی۔اس سے عموماً رقص و سرود، تمثیل نگاری، فنکاری وغیرہ مراد لی جاتی ہے۔اسی طرح اس کے معنوں کی جولانگاہ سمٹ کر فنونِ لطیفہ تک محدود ہو گئی ہے۔اسلام دشمن ابلیسی

قوتوں نے مسلمانوں کو فکری و عملی طور پر گمراہ کرنے کے لئے ایک سوچے سمجھے عالمگیر منصوبے کے تحت ثقافت کے مفہوم کو محدود بنایا''۔(16)

تہذیب وثقافت میں فرق

اکثر اوقات تہذیب وثقافت اکٹھے بولے جاتے ہیں اور ان سے ایک ہی مطلب لیا جاتا ہے لیکن ان کے معنوں میں بہت فرق ہے۔جس کو محققین نے یوں واضح کیا ہے:

'تہذیب سے بالعموم سماجی اور معاشرتی ارتقاء مراد ہوتا ہے جس کے اکثر مظاہر مادی ہوتے ہیں جبکہ ثقافت فکری نشو ونما اور ارتقاء کو کہتے ہیں''۔(17)

تہذیب مادی زندگی کی ٹھوس اور حقیقی ترقی و مدارج کی مجموعہ ہے۔ یہ ظاہری زندگی سے بحث کرتی ہے۔جبکہ ثقافت ذہنی وروحانی خواہشات کی تسکین کا نام ہے۔ یہ غیر مرئی ہے اس کا حصول انتخابی ہے اس سے صرف مخصوص حلقہ کے افراد استفادہ کر سکتے ہیں۔(18)

مسلم تہذیب وثقافت

مسلم تہذیب وثقافت کا سنگ بنیاد دینوی زندگی کا یہ تصور ہے کہ انسان کی حیثیت اس زمین پر جمادات کی سی نہیں اور نہ ہی وہ حیوان محض یا سو فیصد افکار ومعاملات میں خودسر اور آزاد ہے۔ بلکہ وہ زمین پر ایک پروگرام کے تحت خلیفہ بنا کر اتارا گیا ہے اسی تصور کے نتیجہ میں انسانی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ وہ اپنے خالق اور آقا کی خوشنودی حاصل کرے۔ اسلامی تہذیب وثقافت نہ عربی ہے نہ ایرانی اور نہ وہ نسلی ہے۔ اسلامی تہذیب وثقافت خالص قرآنی تہذیب ہے۔ اسلامی تہذیب سے مراد وہ تہذیب وثقافت ہے جو مسلمانان عالم نے مختلف ادوار میں مختلف علاقوں میں اپنائی ہے۔ چونکہ رنگ ونسل، وقت اور علاقہ میں تفاوت کی وجہ سے اس کے مختلف ادوار میں مختلف مظاہر ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں، جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی تہذیب وثقافت اختلاف و اتحاد کی جامع ہے۔

بنیادی اور عقیدے کے اتحاد اور فروعی وعملی اختلاف کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اسلامی تہذیب وثقافت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ الف سے یے تک ہر بات میں غیر مسلم ثقافت

سے جدا ہو۔ کچھ چیزیں مشترک ہوں گی اور کچھ جداگانہ تہذیب ہوں گی۔ اسلام دوسری ثقافتوں میں صرف اتنا دخل دیتا ہے کہ جونئی اور مفید بات ہو اسے قبول کرلیا جائے جو مضر ہو اسے ترک کر دیا جائے۔ ان شرائط کے ساتھ جس ملک وقوم میں جو بھی ثقافت ہے وہ اسلامی ثقافت ہی کہلائے گی۔

فنون لطیفہ

اردو لغت میں فن کا مفہوم ہے (۱) ہنر، کاری گری، گُن (۲) مکر، فریب۔ اس کی جمع فنون ہے۔ بنیادی طور پر یہ عربی کا لفظ ہے۔ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

لطیف، کا اردو لغت میں معنیٰ ہے (۱) نازک، نرم (۲) صاف، شفاف (۳) پاکیزہ۔ بطور صفت یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔(19)

اصطلاحی طور پر انسان اپنے جمالیاتی ذوق کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جو مختلف طریقے اختیار کرتا ہے وہ فنون لطیفہ کہلاتے ہیں۔ فنون لطیفہ کسی بھی ثقافت کا اہم ترین جزو ہوتے ہیں۔ فنون لطیفہ دراصل صنعتوں کی وہ اعلیٰ ترین شکلیں ہیں جنہیں انسان کے ذوق محنت اور اولوالعزمی نے صنعتوں سے الگ اور ان سے برتر مرتبہ دے دیا ہے۔ صنعتوں کے وجود میں آنے کا مقصد تو انسان کی مادی ضروریات پورا کرنا اور اسے سہولت فراہم کرنا تھا۔ جبکہ فنون لطیفہ کے وجود میں آنے کا مقصد انسان کے طبعی ذوق کی تسکین تھی۔ شاعر نے موزوں الفاظ کے ذریعہ سے اپنی کیفیت بیان کی۔ موسیقار نے دل کی بات ساز وآواز کے ذریعہ سے کہی۔ مصور نے رنگ اور برش کی زبان میں بات کی۔ بیان اور اظہار کا یہ اسلوب انسان کے ذوق کو بہت بھایا۔ یہی وجہ ہے کہ فن انسان کے ہاں بہت مقبولیت حاصل کر گئے۔ انسان کی طبیعت میں شروع ہی سے حسن کی طلب اور تخلیق کی امنگ پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ضرورت کے لئے جو کچھ بھی بنایا خوبصورت اور موزوں بنایا۔ یہ احساس جمال ہی پروان چڑھ کر چند ایک فنون کی شکل اختیار کر گیا اور ان کو فنون لطیفہ کہا جانے لگا۔

زیر نظر مقالہ میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ آیا فنون لطیفہ میں بذات خود کوئی خامی ہے یا یہ قابل ستائش ہیں اور انسان کے لطیف جذبات کو تسکین بخشنے اور ارتقاء ذہنی میں اس کی مدد کرتے ہیں، اس کے علاوہ اس امر کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ کن کن صورتوں میں موجود

ہے۔ نیز قرآن وسنت میں فنون لطیفہ کی کیا حیثیت ہے نیز موجودہ دور کے فنون لطیفہ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ مقالہ میں فنون لطیفہ کے زمرے میں موسیقی، مصوری، ڈرامہ اور رقص کے بارے میں تفصیلاً لکھا جائے گا جبکہ شعروشاعری اور عمارات کی تزئین وآرائش کے بارے میں ضمناً لکھا جائے گا۔

فنون لطیفہ کی حیثیت

فنون لطیفہ کے حوالہ سے جب ہم مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مذہب فنون لطیفہ کو فنون قرار دیتے ہوئے ان کے بارے میں بس ان کے استعمال ہی کے حوالہ سے حکم لگاتا ہے۔ فنون لطیفہ کی اپنے استعمال کے حوالہ سے تین ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔

اول:

انسان ان فنون کو خدا کے لئے خاص کردے۔ اس صورت میں یہ عبادت بن جاتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام جب دامن کوہ میں بیٹھے خدا کے نغمے الاپتے تھے تو اس میں انسان کا وہی طبعی ذوق تھا جو فنون لطیفہ کی شکل میں اپنا ظہور کرتا ہے۔ نغمات داؤد خدا کی حمد اور مناجات پر مشتمل تھے۔ اس بنا پر اللہ نے پرندوں کو حکم دیا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ط يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ (20)

''اور بے شک ہم نے اپنے ہاں سے داؤد کو بڑا فضل عطا کیا تھا۔ (اور یہ حکم دیا کہ) اے پہاڑو! تسبیح ومناجات میں اس کا ساتھ دو اور (یہی حکم دیا تھا) پرندوں کو بھی''۔

تصاویر وتماثیل کے حوالہ سے آپ ھیکل سلیمانی میں موجود تماثیل کو دیکھئے۔ قرآن مجید میں ان تماثیل کا ذکر بہت مثبت انداز میں کیا گیا ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ تماثیل اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کے حکم سے بنائی گئی تھیں۔ ارشاد ربانی ہے:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ (21)

''وہ (جنات) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے محرابیں اور تماثیل بناتے تھے''۔

عبادت کے حوالہ سے فنون لطیفہ کے ایک اور استعمال کو دیکھیں۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

زينوا القرآن باصواتكم (22)

''قرآن کو عمدہ آواز میں پڑھا کرو''۔

عمدہ آواز کو موسیقیت سے ہی تشبیہ دی گئی ہے۔

دوم:

فنون لطیفہ کے استعمال کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ انسان ان کو حد جواز میں رہتے ہوئے محض حظ (لطف) اٹھانے کے لئے استعمال کرے۔ دین میں فنون لطیفہ کی یہ صورت مباح ہے جیسا کہ عید اور شادی بیاہ کے موقع پر حضورؐ کی موجودگی میں دف بجائی گئی تو آپؐ نے اس کو نہ صرف گوارہ کیا بلکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو دف بجانے سے منع کیا تو آپؐ نے ابوبکرؓ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

سوم:

فنون لطیفہ کے استعمال کی تیسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ انسان انہیں حدود اللہ سے متجاوز ہو کر برتے یا ان فنون سے شیطان کی اطاعت اور اس کی خدمت پیش نظر ہو تو ظاہر ہے کہ دین فنون لطیفہ کے اس استعمال کو گوارا نہیں کرتا۔

چنانچہ جب تصاویر اور تماثیل ایمان و اخلاق کی بربادی کا ذریعہ بنیں۔ ان کے ذریعہ معاشرہ میں جنسی انارکی پھیلائی جائے آلات موسیقی شیطان کی خدمت کا وسیلہ قرار پائیں اور موسیقی کے نام پر معاشرے میں بے راہ روی پھیلائی جائے۔ عمارات کی شان وشوکت طبیعت میں سرکشی کا باعث بنے، شعر وشاعری حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ہر وادی میں سرگردانی کی راہ بن جائے تو مذہب ان پر قدغن لگاتا ہے پھر وہ کسی کو حرام اور کسی کو مکروہ قرار دیتا ہے۔ مذہب فی نفسہ فنون لطیفہ کو پسند کرتا ہے جب تک وہ شر، فتنہ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا باعث نہ بنیں۔

مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں فنون لطیفہ کی موجودگی:

اسلامی فن وہ فن ہے جو ان ممالک کے ثقافتی عمل، ردعمل اور مشترکہ ضروریات نے تشکیل

کیا، جہاں اسلام کو غالب مذہب کی حیثیت حاصل ہوئی۔ ان میں سے بیشتر مما لک اس صحرائی نخلستان میں واقع ہیں جو وسط ایشیا سے مغربی ترکستان، افغانستان، بہار، بنگال، انڈونیشیا، ایران، ترکی، عرب، شام اور مصر سے لے کر مراکش اور شمالی سوڈان تک پورے شمالی افریقہ میں پھیلا ہوا ہے۔اس میں عارضی طور پر بعض ہمسایہ مما لک بھی شامل رہے۔

مسلمانوں کے فن میں دو بڑے اسلوب ایک دوسرے سے ممیّز کئے جا سکتے ہیں۔ایک تو عربی تہذیب کے مما لک میں ملتا ہے اور دوسرا ان مما لک میں جہاں ایرانی اور ترکی روایات و رجحانات غالب رہے۔ بہرحال یہ فرق صرف انداز کا ہے یا بعض رسمی روایات اور جمالیاتی تاثرات کا، کیونکہ پوری دنیائے اسلام میں نئے تصورات اور اسلوب ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔فنی ارتقاء کا تعین سیاسی تاریخ کے ہاتھوں وہیں ہوا جہاں عموماً بعض جنگجو قبائل نے وسیع سلطنت قائم کی۔نئی سلطنت کے قیام کے ساتھ بعض اہم عناصر کی ترکیب سے ایک نیا فن تخلیق ہوتا اور اس سلطنت کے قوت وعروج کے عہد میں ایک مخصوص اسلوب میں ڈھل جاتا تھا۔

اہم ترین اسلوب حسب ذیل ہیں:

خلافت راشدہ

چونکہ عموماً تمام قدیم عمارات نیز ان کے سامان آرائش کی مکہ، مدینہ، کوفہ، دمشق، فسطاط، قیروان وغیرہ میں کچھ عرصہ بعد تجدید ہوگئی تھی لہٰذا ان کے بارے میں ہمیں زیادہ تر ایسی کتابی شہادتوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے جو بہت اختلافی ہیں۔

اموی وعباسی فن:

سنگی عمارات، ستون پر گول محرابیں، ستون جو رومی معبدوں اور مسیحی کلیساؤں کے ہیں۔ عباسی فن تقریباً 750ء سے مغلوں کی فتح یعنی 1258ء تک، لیکن دسویں صدی سے یہ سلجوقی اثر کے باعث زیادہ سے زیادہ متغیر ہوتا چلا گیا۔مغربی اموی اور اندلسی فن کی بنیاد اموی خلفاء کے دور میں 1031ء میں رکھی گئی اور اس نے مزید ترقی بعد کے شاہی خانوادوں کے عہد میں پائی۔ترقی کے یہ مراحل اندلس میں پندرہویں صدی تک طے ہوتے رہے۔اہم ترین اموی یادگاروں میں اندلس میں

قرطبہ کی جامع کبیر، مدینۃ الزہراء اور الامیریہ کے محلات کے کھنڈر شامل ہیں۔ فاطمی فن جو کہ Egypt اور شام میں 953ء سے 1171ء تک اموی اور عباسی فنون کا لطیف امتزاج اور مزید ارتقاء ہوا۔ اہم ترین یادگاروں میں جوامع الازہر، الحاکم، الاقمر شامل ہیں۔ آل بویہ، سامانیوں، غزنویوں اور غوریوں وغیرہ کے عہد میں نویں سے گیارہویں صدی تک ساسانی روایت کا احیاء ایران، عراق اور ترکستان میں ہوا اور آخری دور میں عباسی اسلوب میں مدغم ہو گیا۔

مغل اور تیموری فن جو کہ 1253ء سے 1571ء تک کے دور میں رہا، اس میں ایرانی فن کو انتہائی عروج حاصل ہوا۔ مصوری پر شروع شروع میں وسط ایشیائی اور چینی اثرات کا غلبہ رہا اور پھر اس میں ایک نیا خطاطی کا سا آہنگ، جسے بہزاد نے حقیقت پسندی سے روشناس کرایا۔

مجموعی طور پر گیارہویں اور سترہویں صدی کے اوائل کا زمانہ مسلمانوں کے فن کے دور کا زریں دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ ساخت کی صفائی اور معقولیت میں وہ سب پر سبقت لے گیا۔ تنوع اور حسن کے اعتبار سے مسلمانوں کے نقش و نگار بے مثال ہیں۔ فن کوزہ گری اور پارچہ بافی میں صرف ایک چینی فن ہے جو اس سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جہاں تک مصوری کا تعلق ہے پندرہویں صدی سے سترہویں صدی تک حیرت انگیز شاہکار وجود میں آئے۔ سولہویں صدی میں جلد سازی اور قالین بافی اور شیشے کے کام کو فروغ ملا۔ (23)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بعض فنون کیوں فروغ پذیر نہ ہوئے؟ یا اس کی حوصلہ شکنی کیوں ہوئی۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر تہذیب کا ایک مزاج ہوتا ہے۔ وہ خاص مزاج ذوق کے بعض میلانات کا شائق اور بعض سے بیزار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ان عقائد کے تابع ہوتا ہے جو کسی تہذیب میں رواں دواں ہوتے ہیں۔ بعض تہذیبوں میں موسیقی کو سب سے بڑا فنی مظہر سمجھا گیا ہے۔ بعض تہذیبوں میں مجسمہ سازی اور بت تراشی کو اہمیت دی گئی ہے اور بعض میں تعمیر کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ غرض فنون کی درجہ بدرجہ شغف یا عدم شغف ہر تہذیب میں نظر آتا ہے۔ یہی فنون کی تمدنی بنیاد اور تہذیبی منطق ہے۔ اس کی رو سے مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی کسی خاص فن میں سست روی کا مظاہرہ

کیا تو وہ اس تہذیبی منطق کے مطابق کیا ہے۔ جوفن ان کے عقیدۂ توحید سے ٹکراتا تھا اس سے انہوں نے اجتناب کیا۔

اسلام کے نزدیک ثقافت انسان سے تعلق رکھتی ہے اور ثقافت انسان کی تخلیق ہے اور اس کے تخلیقی عمل کی غایت اپنے جمالیاتی تقاضوں اور آرزوئے حسن کی تسکین ہوتی ہے۔ اسلام چونکہ فطرت اللہ اور فطرت انسانی کی آرزوئے حسن ہے لہٰذا وہ اپنے متبعین کو اپنی فطرت صحیحہ کی سچی آرزوؤں اور تقاضوں کے مطابق تخلیقی فکر اور جمالیاتی فعلیتوں کی آزادی دیتا ہے۔ لیکن خود انسان مادی اور روحانی مفادات کی خاطر اسے ایسی فعلیتوں کی اجازت نہیں دیتا جو فطرت انسانی کی سچی آرزوئے حسن اور حقیقی تقاضوں سے متعارض ہوں۔ اسلام نے نہ تو کبھی غیر فطری ثقافتی فعلیتوں کی مفاہمت کی ہے اور نہ ہی کرسکتا ہے۔(24)

مسلمانوں کا شاعری اور مصوری میں خاصہ حصہ ہے اور یہ زیادہ تر آرائش کتاب یا عام آرائش سے متعلق ہے۔ تاہم عام مصوری کا فن بھی محروم نہیں رہا۔ مسلمانوں میں مصوری کی کتابی صورت Miniature Painting کو خاصا فروغ ہوا۔

موسیقی بطور علم اور بطور فن مسلمانوں میں ہمیشہ موجود رہی ہے۔ کبھی ترتیل میں، کبھی نعت اور قوالی میں، کبھی سماع میں، اور بڑے وسیع پیمانے پر ایک منضبط ریاضیاتی علم کے طور پر موجود رہی ہے۔ کئی مسلمان اکابر نے اس فن پر کتابیں لکھی ہیں اور ابن خلدون نے اسے صناعت شریف قرار دیا ہے۔ موسیقی ایک بڑی قوت ہے جس سے انسانی سیرت طاقت بھی حاصل کرسکتی ہے اور ضعف مرگ بھی۔ اسے اگر صحیح ماحول میں اعمال شریعہ میں صرف کیا جائے تو عبادت کی جان بن سکتی ہے اور اگر ان لوازم کے ساتھ محض تہیج نفس کا ذریعہ بن جائے تو ہلاکت خیز ہے اور دنیا کے تمدنی تجربے اس پر گواہ ہیں۔ فن منبع کے اعتبار سے شخصی سہی مگر تخاطب کے لحاظ سے سوشل سلسلہ عمل ہے۔ لہٰذا اسے سوسائٹی میں قوت حیات اور اس کے لطیف احساسات کی نگہداشت کرنی چاہئے۔ اسے نفس کی تطہیر و ترفع کا وسیلہ بننا چاہئے نہ کہ حیوانیت کا۔

ڈرامے کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ پرانے مسلمانوں نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں

کی۔اس کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے جو علامہ اقبال نے بتائی ہے کہ اس میں خود کو غیر خود کا قائم مقام بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ تقاضا شرف خودی کے خلاف ہے۔ بہر حال جو بھی وجہ ہو یہ امر واقعہ ہے کہ ڈراما مسلمانوں کی فنی روایت کا حصہ نہیں بنا۔ وہ معانی جو مسلم اہل فن کے مدنظر رہے ان میں لامحدودیت وحدت کثرت کے علاوہ راستی تناسب اور مغیرات کا تصور بھی غالب تھا۔اس کے علاوہ اس کا ایک سماجی پہلو تھا جس میں اللہ کے بعد انسان اور اجتماع کے جذبۂ خیر وصداقت کو ہر وقت مدنظر رکھا جاتا تھا۔

اصول فن پر لکھنے والے مسلم ماہرین،فن کے سرچشموں کی بحث بھی اٹھاتے ہیں۔ان میں فیض ازلی سب کے نزدیک مسلم ہے۔اسی وجہ سے شاعر کو تلمیذ ربانی کہا گیا ہے۔ابوالفضل،خطاط اور مصور کو مکتب علم لدنی کا فیض یافتہ کہتا ہے اور اس لئے مصور اور ادیب کی 'نیازمندی ہر دوام'کو ضروری سمجھتا ہے۔شیر خان لودھی 'تذکرہ مرآۃ الخیال' میں مصور کو معنیٔ 'حقیقت' کا راہنما قرار دیتا ہے۔(25)

مغل اور تیموری فن:

فتح منگول کے جلو میں تباہی ہوئی لیکن جلد ہی بحالی ہوگئی اور اس شدید جولانی کے دور میں ایرانی فن انتہائی عروج کو پہنچ گیا۔مصور پر شروع شروع میں وسط ایشیائی اور چینی اثرات کا غلبہ رہا اور پھر اس میں ایک نیا خطاطی کا سا آہنگ آ گیا۔ جسے بہزاد نے حقیقت پسندی سے روشناس کرایا۔

صفوی اور ازبک فن:

سولہویں صدی سے اٹھارویں صدی کی ابتدا تک زیادہ تر تیموری روایات کے زوال کا مظہر ہے۔جس میں ابتدا ضرورت سے زیادہ نفاست ونزاکت پر زور اور پھر انتشار آ جاتا ہے۔ پارچہ بافی، قالین بافی اس دور میں ہوئی۔مصوری میں غیر صحت مند عشقیہ مناظر کی افراط آرائشی فن میں انتہائی تکلف آمیز،لیکن بے جان زیبائش کی ریل پیل ہے۔

ہندی مسلمانوں کا فن:

1296ء سے انیسویں صدی کی ابتدا تک اول اول اس کی اساس غزنوی وغوری اور پھر سلجوقی اسلوب پر قائم ہوئی جو پندرہویں بلکہ سولہویں صدی تک باقی رہا۔ تیموری فن کے اثرات

چودھویں صدی کے اواخر اور دکن میں پندرہویں صدی میں ظاہر ہوئے۔ دوسری طرف ہندو فن تعمیر کی جزئیات 'ستون، دیوار گیریاں، چھجے، منڈیر والی چھتیں' داخل ہوتی رہیں۔ اس وقت کے مصوری ایرانی اور ہندی خصوصیات سے مرکب ہے۔ مغل فن پہلے پہل ہرات اور عہد صفوی کے ایران سے یہاں پہنچا۔ اکبر اور جہانگیر کے عہد میں یہ ابتدائی ہندی، اسلامی اور متاخر ہندو اوضاع کا امتزاج ہوا۔ خاص مغل اسلوب نے شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے دور میں ترقی پائی۔

عثمانی ترکی فن:

[چودھویں صدی سے انیسویں صدی تک]

دراصل اشیائے کوچک میں اس کا ارتقاء سلجوقی فن سے ہوا، پھر کلیسائی طرز کو مساجد میں ڈھالا گیا۔ غیر مذہبی عمارات میں ایرانی اور مملوک عناصر کی آمیزش تھی۔ مصوری میں زیادہ تر ایرانی اسلوب میں حسب ضرورت ترمیم کر لی گئی۔ اس طرح صنعتی فن میں بھی ایران، شام اور مصر پر انحصار کیا گیا۔ لیکن رنگوں کی آمیزش مختلف طریقے سے کی گئی اور علامتی نقوش بھی جداگانہ تھے۔ سترہویں صدی سے یورپی فن کا اثر بڑھتا گیا۔

مجموعی طور پر گیارہویں صدی اور سترہویں صدی کے اوائل کے درمیان کا زمانہ مسلمانوں کے فن کا دور زریں قرار دیا جا سکتا ہے۔ ساخت کی صفائی اور معقولیت میں وہ سب پر سبقت لے گیا۔ تنوع اور حسن کے اعتبار سے مسلمانوں کے نقش و نگار بے مثال تھے۔ فن کوزہ گری اور پارچہ بافی میں صرف ایک چینی فن ہے جو اس سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جہاں تک مصوری کا تعلق ہے، پندرہویں صدی سے سترہویں صدی تک حیرت انگیز شاہکار وجود میں آئے۔ دھات کا کام تیرہویں سے پندرہویں صدی تک عراق، شام اور مصر میں اور شیشے کا کام فاطمی اور مملوک دور میں فروغ پذیر رہا۔(26)

قرآن وسنت کی روشنی میں فنون لطیفہ کی حیثیت

فنون لطیفہ کی مختلف قسموں کو مرحلہ وار دیکھتے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن وسنت اور محققین علماء اسلام کی رائے کیا ہے۔

موسیقی:

موسیقی یونانی زبان کا لفظ ہے۔عربی، فارسی اور اردو میں بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔لغت میں اس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

موسیقی گانے بجانے کا علم۔(27) موسیقی راگ یا گانے بجانے کا علم۔(28)

عربی کی مشہور لغت ''الرائد'' میں جبران مسعود لکھتے ہیں:

"الموسیقی فن تالیف الحسان و توزیضما و ایقاعها و الغناء و التطریب" (29)

موسیقی آوازوں کو جوڑنے ان کو تقسیم کرنے اور گانے بجانے کا علم ہے۔عربی میں گانے کو غناء کہا جاتا ہے جو ترنم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔انگریزی میں موسیقی کے لئے لفظ Music استعمال ہوتا ہے۔جس کا مفہوم ہے:

An arrangement of sounds that pleases the ear. (30)

ایسی آوازوں کا ربط جو کانوں کو خوشگوار لگے۔

موسیقی کی حلت وحرمت اور اس کے مباح اور غیر مباح ہونے کا مسئلہ آج تک متنازع رہا ہے۔فریقین کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ عمدہ آواز عطیہ خداوندی ہے۔قرآن حکیم میں کسی جگہ سماعی جمالیات یعنی نغمہ وموسیقی کا ذکر نہ نفیاً ہے اور نہ اثباتاً البتہ بعض احادیث میں گانے (موسیقی) کا ذکر موجود ہے۔چند ایک پیش خدمت ہیں۔

(ا) عن عائشه رضی الله عنها قالت دخل علی رسولؐ الله وعندی جاریتان تغینان بکلناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجهه ودخل ابوبکر فانتهونی وقال مزمارة الشیطان عند النبیؐ فاقبل علیه رسولؐ الله فقال دعهما فلما دخل غمزتهما فخرجتا وکان یوم عید (31)

''حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسولؐ اللہ میرے پاس تشریف لائے اس

وقت دو بچیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ حضورؐ بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف منہ پھیر لیا اتنے میں ابوبکرؓ آ گئے انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا یہ شیطانی راگ حضورؐ کے سامنے؟ آنحضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان دونوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو جب ابوبکرؓ دوسرے کاموں میں لگے تو میں نے دونوں کو باہر نکال دیا یہ عید کا دن تھا''۔

(۲) عن بريدة رضى الله عنها قالت خرج رسول الله فى بعض مغازية فلما انصرف جاء ت جارية سوداء فقالت يا رسول الله انى كنت نذرت ان ردك الله سالماً ان ضرب بين يديك بالدف واتغنىٰ قال لما ان كنت نذرت فاضربى والا فلا فجملت تضرب فدخل ابوبكر وهى تضرب ثم دخل على وهب تضرب ثم دخل عثمان وهى تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استها ثم قصدت عليه فقال رسولؐ الله ان الشيطان ليغاف منك يا عمر (32)

''حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کسی غزوہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے جب واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام باندی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسولؐ اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح سلامت واپس لے آئے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی تھی تو بجا لے ورنہ رہنے دے چنانچہ باندی نے دف بجانا شروع کیا اتنے میں ابوبکرؓ آئے وہ دف بجاتی رہی پھر علیؓ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی پھر عثمانؓ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی پھر عمرؓ داخل ہوئے تو اس نے دف اپنی سرہن کے نیچے رکھ لی اور اس پر بیٹھ گئی (چھپا لی) حضورؐ نے فرمایا عمرؓ تم سے شیطان ڈرتا ہے''۔

(۳) ان امرأة جاء ت الى النبىؐ فقال يا عائشه فصرفين هذهِ قالت

لا قال هذه قنية بنى فلان تجين ان تضنيك قالت نعم فاعطاها طبقاً فغنتها فقال له نفخ الشيطان فى منخريها (33)

''ایک عورت حضورؐ کے پاس آئی آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اے عائشہؓ اسے پہچانتی ہو؟ عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ فلاں قبیلہ کی مغنیہ ہے کیا تم اس کا گانا سننا چاہو گی؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے اس عورت کو ایک طباق دیا اس نے گانا گایا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونک ماری ہے''۔

(۴) **عن محمد بن حاطب قال قال رسولؐ الله فصل بين الحلال والحرام الدف والصوف ورفع الصوف فى النكاح (34)**

''حضرت محمد بن حاطب سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا (نکاح) حلال اور حرام کاری کے درمیان فرق یہ ہے کہ نکاح پر دف بجایا جاتا ہے اعلان کیا جاتا ہے اور شور وغل ہوتا ہے''۔

حضورؐ کے دور میں باقاعدہ طور پر بطور فن تو موسیقی کا کوئی وجود نہیں ملتا البتہ انفرادی واقعات اس طرح کے موجود ہیں جن سے گانے کے حد جواز میں رہتے ہوئے سننے کا ذکر موجود ہے۔ عرب مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا مرد مغنی طویس نامی شخص تھا۔ باقاعدہ عربی موسیقی کی بنیاد عباسی خلفاء کے زمانے میں پڑی۔ اس کے بعد یہ بطور فن مسلمانوں کے ہاں بھی رائج رہی ہے۔

آلات موسیقی یا غناء کے جواز پر جو احادیث وارد ہیں ان سے موجودہ دور کے گانے بجانے کے پیشے کو بالکلیۃ جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں بڑی محنت سے جواز اور عدم جواز کی صورتیں واضح کی ہیں۔ وہ آلات موسیقی اور غنا جو باجماع امت حرام ہے اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

اول:

وہ تمام موسیقی کے آلات جو کسی مفید مقصد کی بجائے محض ناچ رنگ اور لہو و لعب کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ان سے لطف اندوزی کے لئے گانا ضروری نہ ہو بلکہ وہ گانے کے بغیر ہی کیف و مستی پیدا کریں جیسے ستار اور طنبور وغیرہ۔ قرن اول سے لے کر آج تک تمام امت کا ان آلات کی حرمت پر اجماع ہے خواہ نیت اور مقصد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

ثانی:

جو غنا کسی معصیت کا سبب بن جائے مثلاً فرائض و واجبات سے غافل کر دے یہ بھی باجماع حرام ہے۔

ثالث:

وہ غنا جس کے ساتھ کوئی منکر شامل ہو جائے بالاجماع حرام ہے۔ جیسے اجنبی عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے گانے سننا یا فحش گوئی، بہتان تراشی اور غیبت پر مشتمل اشعار گانا۔(35)

مصوری:

لغت کی کتابوں میں مصوری کا مفہوم اس طرح ہے:

اصور صورہ: تصویر کھینچنا، شکل بنانا، المصوِّر (ف): تصویر بنانے والا، آرٹسٹ، فوٹو گرافر۔(36)

اردو میں مصور کا معنیٰ ہے تصویر بنانے والا، نقاش، رنگ آمیزی کرنے والا، بیل بوٹے بنانے والا۔ (37)

انگریزی میں مصور کا معنیٰ ہے Picture, Painting, Draw۔(38)

مصوری کی جدید فن کے اعتبار سے مختلف شکلیں ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

1۔ پینٹنگ Painting

2۔ واٹر کلر Water Colour

3۔ آئل پینٹنگ Oil Painting

4۔ پنسل ورک Pencil Work

5۔ میناطوری Miniature

6۔ انعکاسی تصور Modern Photography(39)

قرآن حکیم اور تصاویر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق قرآن بتاتا ہے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ (40)

ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی نے اس آیت سے تصویر کے جواز پر استدلال کیا ہے۔وہ مزید لکھتے ہیں تصویر کے جواز پر صرف یہ آیت نہیں بلکہ مجوزین سورۃ آل عمران کی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ (41)

''میں تمہارے سامنے مٹی کے صورت شکل پرندہ بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے''۔

نحاسی بھی کہتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت تصویر سازی کے عمل کو ان آیات کی وجہ سے جائز کہتی ہے۔(42)

احادیث مبارکہ میں تصویر کا ذکر

(ا) عن عائشةؓ انها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله وكانت تأتيني صواحبي كلن ينقمهن من رسول الله قالت فكان رسول الله يذهبن إليّ (43)

''حضرت عائشہؓ رسولؐ اللہ کے گھر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں آپ کی سہیلیاں بھی آ جایا کرتی تھیں جب رسولؐ اللہ تشریف لاتے تو حضرت عائشہؓ کی سہیلیاں آپؐ کو دیکھ کر چھپ جاتی تھیں رسولؐ اللہ پھر ان لڑکیوں کو حضرت

عائشہؓ کے پاس بھیج دیتے تھے''۔

(۲) ابوداؤد اور نسائی میں بھی حضرت عائشہؓ کی گڑیوں کا تذکرہ ہے:

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس آئے تو حضرت عائشہؓ کی گڑیاں طاق میں رکھی ہوئی تھیں سامنے پردہ تھا وہ ہوا سے ہٹا تو حضورؐ کی نظر گڑیوں پر پڑی آپؐ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ کیا یہ میری گڑیاں ہیں؟ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے پر بنے ہوئے تھے آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے بتایا یہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ پروں والا گھوڑا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک پروں والا گھوڑا تھا۔ اس پر رسولؐ اللہ ہنسے کہ آپ کے دانت مبارک بھی نظر آنے لگے''۔(44)

یہ واقعہ چھ یا نو ہجری کا ہے جب حضرت عائشہؓ کی عمر گڑیوں سے کھیلنے کی نہیں تھی۔ اس کے باوجود آپؐ نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔

(۳) جامع ترمذی کی روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ بڑے فخر سے بیان فرماتی ہیں:

''رسولؐ اللہ کے نکاح میں آنے سے پہلے جبرائیل امین ایک ریشمی رومال میں میری تصویر لے کر آنحضورؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے''۔(45)

(۴) طبقات ابن سعد کا ایک واقعہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ تصویر کی بالکلیہ حرمت اور عدم جواز کا نقطہ نظر سرت پر مبنی ہے ملاحظہ فرمائیں:

''محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ انہیں اپنے والد ابوطالب کی وفات پر ایک انگوٹھی ملی اس میں مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ اس انگوٹھی کو لے کر رسولؐ اللہ کے پاس آئے تو رسولؐ اللہ نے یہ انگوٹھی انہیں کو دے دی یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی''۔(46)

(۵) الفاروق میں علامہ شبلی نعمانی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

''حضرت سعد بن ابی وقاص کبار صحابہ میں سے ہیں رسولؐ اللہ کی محبت میں

ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے عہد میں انہیں کی قیادت میں ایران فتح ہوا۔ سعد بن ابی وقاص جب ایوان میں داخل ہوئے تو وہاں تصاویر لگی تھیں جن کو انہوں نے برقرار رکھا''۔(47)

قرآن حکیم کی سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 90 میں ''انصاب'' کے الفاظ سے مفسرین نے تصویر کی حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی احادیث بھی تصویر کی مطلقاً حرمت پر دال ہیں۔(48)

اس کے باوجود، بالکلیہ تصویر کی حرمت کا فتویٰ مفتیان اکرام نہیں دیتے البتہ جاندار کی تصویر پر کئی اہل علم نے عدم جواز کی بات کی ہے اس میں بھی اضطراری حالت کو استثنٰی میں رکھا ہے مثلاً کرنسی نوٹ، پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کی تصاویر اس سے مستثنٰی ہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ تصویر شریعت کی نظر میں اس وقت حرام ہے جب کسی فاسد غرض کے لئے بنائی گئی ہو اگر مقصد تعمیری، تعلیمی یا اصلاحی ہو تو مباح ہیں۔(49)

فقہاء نے یہ واضح کیا ہے کہ احادیث کی وجہ سے جو تصویر ممنوع ہے جدید تصاویر جو ویڈیو میں ہوتی ہیں وہ اس بحث سے خارج ہیں کیونکہ ان پر تصاویر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جن مناظر کو عام زندگی میں دیکھنا جائز ہیں وہ ویڈیو میں دیکھنا بھی جائز ہیں۔(50)

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں یہ مسئلہ پیش ہوا تو اس کی تفصیل البلاغ میں چار اقساط میں چھپی اس مقدمہ کے ایک جج مولانا محمد تقی عثمانی تھے انہوں نے جو فتویٰ یا فیصلہ دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ کی رو سے تصویر بنانا اور رکھنا دونوں ناجائز ہیں البتہ جہاں شناخت کے مقصد کے لئے واقعی ضرورت ہو وہاں ضرورت کی حد تک تصویر بنانے اور اس کے استعمال کی اجازت ہے۔(51)

رقص

لغت میں رقص کا معنیٰ ومفہوم کچھ اس طرح ہے:

رقص: رقصاً

۱. **تنقل و حرك جسمه علی ایقاع موسیقی او علی الغناء.**

۲. **تنقل و مشیٰ بتفکك و خلاعة**

۳. اضطرب: فی الکلام (52)

رقص (ن) رقصاً: ناچنا، اضطراب کرنا۔

الرقاص: بہت ناچنے والا۔

الرقاصہ: رقاص کی مؤنث۔

عربوں کے ایک کھیل کا نام ہے۔(53)

اردو میں بھی اس کا مفہوم اس طرح ہی ہے ملاحظہ ہو:

رقص: ناچنا، مجرا۔

رقصاں: ناچنے والا، ناچنا کودنا۔

رقاص: ناچنے والا شخص۔(54)

انگریزی میں اس کے لئے Dance کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اس معنیٰ میں آتا ہے دیکھیں:

(N) Dance ناچ، رقص، محفل رقص، کم وبیش باقاعدگی سے اٹھاتے ہوئے قدموں اور حرکات بدن کا ایک تواتر جو عموماً سر تال کی سنگت میں انجام پاتا ہے۔(55)

خوشی کے موقع پر دھمال یا رقص حضورؐ کے زمانہ میں بھی اہل عرب کا طریقہ تھا۔ قرآن و حدیث میں اس کے متعلق کوئی واضح حکم حلت یا حرمت کا موجود نہیں ہے البتہ ایک واقعہ جس کو طبقات ابن سعد میں روایت کیا گیا ہے اس کے جواز پر دال ہے۔ ملاحظہ ہو:

1۔ ایک بار حضرت حمزہ کی بیٹی بے گھر و پدر پھر رہی تھی کہ حضرت علیؓ اسے اپنے گھر لے آئے۔ یہ صورت حال حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے اپنا حق جتاتے ہوئے بلند آواز میں واپسی کا مطالبہ کیا۔ پاس میں حضورؐ استراحت فرما رہے تھے۔ یہ شور سن کر آپؐ بیدار ہوئے اور حقیقت حال معلوم کی۔ حضرت علیؓ نے عرض کی یہ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اس کی کفالت میرا حق ہے حضرت جعفر نے عرض کی یہ میرے چچا کی لڑکی ہے ساتھ ہی اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید نے عرض کی کہ یہ میرے منہ بولے بھائی کی بیٹی ہے اس کی کفالت میں کروں گا۔ حضورؐ نے حضرت

جعفر کے حق میں فیصلہ دیا کہ لڑکی کو خالہ کے پاس رہنا چاہئے کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ اس پر خوش ہو کر حضرت جعفر رقص کرنے لگے۔

فقام جعفر فحجل حول النبیؐ وار علیه فقال النبیؐ ماھٰذا فقال شیئ رأیت الحبشة یصنعونه بملوکه (56)

2۔ مراسیل باقر کے نام سے خاندانی روایت کا مجموعہ حضرت امام باقرؒ کا علامہ ابن حجر عسقلانی کے زیر مطالعہ رہا اس میں روایت ہے:

''حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں میرا بھائی جعفر اور زید بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے زید سے فرمایا تم میرے آزاد کردہ اور چہیتے ساتھی ہو اس پر زید خوش ہو کر رقص کرنے لگ گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے میرے بھائی جعفر سے فرمایا تمہاری صورت اور سیرت میرے مشابہ ہے۔ اس پر جعفر بھی خوش ہو کر رقص کرنے لگ گیا۔ پھر آپؐ نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا اے علیؓ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ چنانچہ آپؐ کے اس تمغہ رسالت پر میں بھی رقص کرنے لگا''۔(57)

3۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

کانت الحبشة یزفون بین یدی رسولؐ اللہ ویرقصون و یقولون محمد بن صالح (58)

''حبشہ کے لوگ رسولؐ اللہ کے سامنے پاؤں مار کر ناچتے اور الاپتے تھے کہ محمدؐ اللہ کے صالح بندے ہیں''۔

4۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ بیٹھے تھے ہم نے لڑکوں کا شور سنا حضورؐ نے کھڑے ہو کر دیکھا کہ ایک حبشی عورت تھرک تھرک کر گا رہی ہے اور بچے اسے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں آپؐ نے عائشہؓ کو پکارا کہ آکر دیکھو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں آئی اور آکر دیکھنے لگی۔ حضورؐ نے کئی بار پوچھا ابھی سیر نہیں ہوئی ہو میں اس خیال سے کہ دیکھوں کہ میری

کتنی خاطر منظور ہے ہر بار کہتی ابھی نہیں اتنے میں حضرت عمرؓ آئے تو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔حضورؐ نے فرمایا کہ عمرؓ سے انس وجن کے شیاطین بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ حدیث الجامع الاصول میں ہے جس کے حاشیہ پر تزفن کی تشریح ہے کہ یترقص و تضرب بالدف یعنی وہ عورت دف بجا بجا کر رقص کر رہی تھی۔(59)

صوفیاء کا رقص

اسلامی مشاہیر میں اہل سماع اور اہل رقص کی تعداد ہزاروں تک ہے۔جس سے اس بات کا واضح پتہ چلتا ہے کہ شریعت میں رقص مباح ضرور ہے۔ (60)

لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ اس رقص کے جواز سے دلیل لے کر شہوانی رقص جو غیر محارم عورتیں مردوں کے سامنے کرتی ہیں اس کی اجازت مذہب نہیں دیتا۔

ڈرامہ/تماثیل

لغت میں اس کے درج ذیل معانی ہیں:

تماثیل کا واحد تمثال ہے اس کا مادہ م۔ث۔ل ہے۔

تمثال: پیکر صورت، فرمان شاہی۔

تمثیل: تشبیہ دینا، مثال، نظیر، مشابہت، ڈرامہ۔(61)

لسان العرب میں ہے:

''تمثال نام ہے ہر اس مصنوعی چیز کا جو خدا کی بنائی ہوئی کسی چیز کے مانند بنائی گئی ہو''۔(62)

جب بھی کسی عہد کے فنون لطیفہ کا ذکر ہوگا تو اس میں ڈرامہ کا ذکر ضرور ہوگا۔ یہ دراصل یونانی لفظ ''ڈراؤ'' سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے کہ کچھ کر کے دکھانا۔ڈرامہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ المیہ، مزاحیہ۔ڈرامہ کے متعلق قرآن وحدیث میں تو مطلقاً کوئی حکم جواز یا عدم جواز کا مذکور نہ ہے۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو فنون لطیفہ کی یہ قسم عہد گذشتہ کے مسلمانوں کے ہاں کبھی بھی پذیرائی حاصل نہیں کر سکی چنانچہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

''یہ ایک حقیقت ہے کہ پرانے مسلمانوں نے تمثیل (ڈرامہ) کی کبھی حوصلہ

افزائی نہیں کی۔اس کی وجہ تو یہ ہوسکتی ہے جو علامہ اقبال نے بتائی ہے کہ اس میں خود کو غیر خود کا قائم مقام بنا کر پیش کیا جاتا ہےاور یہ تقاضائے شرف خودی کے خلاف ہے۔ممکن ہے کہ اس خاص باب میں افلاطون کا اثر بھی ہو جو ٹریجیڈی کو نقل اور بعید از حقیقت سہ مرحلہ (Thrice removed from reality) کہتا ہےمگر بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ مسلمان زندگی کے حقیقی اور عملی ہنگامہ عمل کے مقابلہ میں ایک صدی کے اندر چین اور اندلس تک جا پہنچے نقل درنقل کو زیادہ اہمیت نہیں دے سکتے تھےاور اگر اس کا مقصد ارسطو کا (Calharsis) ہےتو یہ تطہیر ان کے نزدیک اللہ کی عبادت اور خلق خدا کی خدمت سے بہتر طور پر انجام پاسکتی ہے''۔(63)

الغرض ڈرامہ کو اگر فنون لطیفہ میں شامل کر کے اس کو اسلامی بنیادوں پر مباح بھی قرار دیں تو آج کل کے اکثر ڈرامے جو فحاشی، بے حیائی اور عریانی کا ملغوبہ ہیں ان کی ہرگز حمایت نہیں کی جا سکتی۔ڈرامہ خود ایک مخلوط فن ہے اس میں مصوری، رقص اور موسیقی بھی شامل ہوتی ہے تاہم اس میں بھی شریعت کی حدود کی پاسداری ازبس ضروری ہے۔

مذہب کا کام زندگی سے رشتہ گہرا کرنا ہے نہ کہ اس سے رشتہ توڑنا، یہی اسلام کی روح ہے۔مذہب کو کلچر کی سطح سے الگ کر کے فنون لطیفہ کو بھی ہم نے مذہبی سرگرمیوں سے خارج کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان فنون پر غیر اسلامی طرز فکر کے اثرات اتنے گہرے ہو گئے کہ یہ مباح فنون بالکلیہ غلط ہاتھوں میں منتقل ہو گئے۔اسلام صرف فحاشی اور عریانی سے روکتا ہے۔باقی صحت مند سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔اس مضمون سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ عصر حاضر میں فنون لطیفہ کو فطرت انسانی کے مطابق اختیار کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔اس سلسلہ میں تجدد پسندی اور قدامت پسندی کے درمیان اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم۔

مراجع ومصادر

1۔ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، 1374ھ، ج15، ص63

2۔ مجدالدین، فیروزآبادی، القاموس المحیط، المطبعۃ الحسینیہ مصر، 1344ھ، ص

3۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، اسلام کا نظام زندگی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1997ء، ص

4۔ فیروزالدین مولوی، فیروز اللغات اردو، فیروز سنز لاہور، 1967ء، ص221

5۔ The Concise Oxford Dictionary, London, P.206

6۔ سبط حسن، سید، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، مکتبہ دانیال کراچی، 2002ء، ص13

7۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، اسلامی تہذیب اور اس کے مبادی اصول، منہاج القرآن لاہور، س ن، ص9-10

8۔ علوی، خالد، علامہ، اسلام کا معاشرتی نظام، المکتبہ علمیہ لاہور، 1998ء، ص364

9۔ الیسوعی، الاب لوئیس مالوف، المنجد مدرسۃ اللغت، مطبعہ البکا نولکلیہ للا بالیسوعی، س ن، ص69

10۔ ابن منظور، لسان العرب، ج9، ص19

11۔ فیروزالدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص436

12۔ عبدالقدوس، قاضی، اردو تلمیحات واصطلاحات، مکتبہ عالیہ لاہور، 1991ء، ص327

13۔ J.A Simpson, The Oxford English Dictionary, Vol.5, P.117, 1989

14۔ Encyclopedia of Americana, New York, P.784

15۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ص15

16۔ ناصر نصیر احمد، ڈاکٹر، اسلامی ثقافت، فیروز سنز لاہور، س ن، ص21

17۔ تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر، قرآن حکیم اور ہماری زندگی، صدیقی ٹرسٹ کراچی، 1981ء، ص37

18۔ محمود سلطان، پروفیسر، ثقافت اسلامیہ، شریف برادرز لاہور، 1963ء، ص33,34

19۔ فیروزالدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص505, 596

20۔ القرآن، السباء:10

21۔ القرآن، السباء:13

22۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، مکتبہ امدادیہ ملتان، س ن، ج1، ص214

23۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج15، ص504-508

24۔ ناصر نصیر احمد، ڈاکٹر، اسلامی ثقافت، ص47-58

25۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج15، ص497, 498

26۔ ایضاً

27- فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو،ص1145
28- نشتر،عبدالحکیم خان،قائد اللغات،حامد اینڈ کمپنی کراچی،ص928
29- خلیل،ڈاکٹر،الاروس،مکتبہ الاروس پیرس،س ن،ص1172
30- W.T. Conningham, The Nelson Contemporary English Dictionary, P.302
31- بخاری،محمد بن اسماعیل،امام،صحیح بخاری،نور محمد اصح المطابع کراچی،1375ھ،ج1،ص130
32- ترمذی،ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،سنن ترمذی،قرآن محل کراچی،س ن،ج2،ص209
33- احمد بن حنبل،امام،مسند احمد،طبع دائرہ معارف مصر،1947ء،ج3،ص449
34- ترمذی،ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،سنن ترمذی،ج1،ص129
35- محمد شفیع،مفتی،اسلام اور موسیقی،مکتبہ دارالعلوم کراچی،2004ء،ص259,260
36- الیسوعی،الاب لوئیس مالوف،المنجد،ص582
37- فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو،ص852
38- F. Steingers, Arabic English Dictionary, Sangemed Publications Lahore, P.231
39- Encyclopedia of Americana, New York, Vol.21, P.111
40- القرآن،السباء:13
41- القرآن،آل عمران:49
42- القرطبی،الانصاری،ابوعبداللہ محمد بن احمد،الجامع لاحکام القرآن،دارالکتب العربیہ،1387ھ،ج4،ص272
43- مسلم ابی الحسین بن الحجاج،امام،الجامع الصحیح للمسلم،مکتبہ دارالقرآن دارالحدیث ملتان،س ن،ج2،ص285
44- سابق،سید،فقہ السنۃ،نور محمد کارخانہ کتب کراچی،س ن،ج3،ص500
45- ترمذی،ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،سنن ترمذی،ج4،ص363
46- ابن سعد،ابوعبداللہ،محمد،طبقات ابن سعد،طبع بیروت،س ن،ج4،ص34
47- شبلی،نعمانی،الفاروق،السجاد پبلشرز لاہور،ص134
48- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو
عبدالباقی،فواد،اللولو والمرجان،ج2،ص129
بخاری محمد بن اسماعیل،امام،صحیح بخاری،ج3،ص349
عبدالباقی،فواد،اللولو والمرجان،ص129
بخاری،محمد بن اسماعیل،امام،صحیح بخاری،ج3،ص346

صحیح بخاری اور اللولو والمرجان کے ان درج بالا صفحات پر کئی روایات تصویر کی حرمت، مصور کے عذاب اور رسولؐ اللہ کی ناراضگی پر وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔

49۔ الجزیری، عروضی، عبدالرحمٰن محمد، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، مکتبہ تجاریہ مصر، 1352ھ، ج2، ص40

50۔ سالیس، شیخ، تفسیر آیات الاحکام، ج4، ص61

51۔ ماہنامہ البلاغ کراچی، شمارہ نمبر جون تا ستمبر 1987ء (تصویر کی شرعی حیثیت)

52۔ الیسوعی، الاب لوئیس مالوف، المنجد، ص459

53۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، مولانا، مصباح اللغات، خزینہ علم وادب مکتبہ دانیال لکھنؤ، ص290

54۔ وارث، سرہندی، علمی اردو لغت، علمی کتب خانہ لاہور، ص816

55۔ Jamil Jalibi, Qurani English Urdu Dictionary, P.517

56۔ ابن سعد، ابوعبداللہ، محمد، طبقات ابن سعد، ج4، ص35

57۔ عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج7، ص507

58۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج20، ص157

59۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج3، ص152

60۔ ابوالسعادات مبارک، مجدالدین علامہ، الجامع الاصول، مطبعہ اعلاج، 1971ء، ص71

61۔ فیروزالدین مولوی، فیروزاللغات اردو، ص380

62۔ ابن منظور، لسان العرب، ج11، ص613

63۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج15، ص497

****